www.KitaboSunnat.com
توبہ!
مگر کیسے؟
(حقیقت، فضائل، شروط اور طریقہ کار)
تالیف
حافظ حامد محمود الخضری
ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی
مقدمہ
فضیلۃ الشیخ ابو الحسن مبشر احمد ربانی
انصار السنہ پبلی کیشنز

فہرست مضامین

تقریظ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت اور اطاعت و فرماں برداری کے لیے تخلیق فرمایا، اور اسے کرہ ارضی پر بھیج کر احکامات و ہدایات کا سلسلہ جاری فرمایا، اور اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ذریعے وعظ و نصیحت اور وعدہ وعید سے نوازا، اور اس کی ابتلاء و آزمائش کے لیے ایک خطرناک اور مہلک دشمن بھی پیدا کر دیا، تاکہ اس بات کا برملا اظہار ہو جائے کہ رحمان کی بندگی کرنے والا کون ہے، اور شیطان کی غلامی اور اطاعت میں جکڑا جانے والا کون ہے۔

اللہ کے مخلص بندے وہی شمار ہوتے ہیں جو شیطانی وساوس اور چالوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور اگر کبھی بتقضائے بشریت غلطی و خطا کے مرتکب ہو جائیں تو اپنی لغزش پر اصرار نہیں کرتے بلکہ رجوع الی اللہ کر کے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اللہ مالک الملک اپنے بندوں کی خطائیں معاف کر کے خوش ہوتا ہے۔ جو بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے، اللہ کو غفور رحیم سمجھ کر معافی مانگے تو اللہ اس کو ضرور معاف کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

''جو شخص برا عمل کرلے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے، پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا، اور بہت مہربان پائے گا۔''

رسول مکرم ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے:

((اِنَّ رَبَّكَ تَعَالٰی يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ اِذَا قَالَ: اِغْفِرْلِي ذُنُوْبِي ، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ .)) [1]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، رقم: ۲٦۰۲۔ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳٦٤٦۔ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۸۷٤۸۔ عمل اليوم والليلة، للنسائی ایضاً، رقم: ۵۰۲.

”یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے: میرے گناہ معاف کردے اس لیے کہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہ بخشنے والا کوئی نہیں ہے۔“

لہٰذا انسان کو اپنی خطاؤں کی سچے دل سے معافی طلب کرنی چاہیے، اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو مہربان و مشفق رب کی طرف واپس لوٹانے کی غرض سے ہمارے واجب الاحترام محقق العصر فضیلۃ الشیخ حافظ محمود الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ، اور خادم الحدیث واھلہ محترم المقام بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ نے زیرنظر کتاب ”توبہ مگر کیسے؟“ مرتب کی اور اس میں بڑے عمدہ سلیقے اور جاندار طریقے سے کتاب وسنت کی نصوص صحیحہ کی روشنی میں توبہ کی تعریف، فضیلت، شرائط، فوائد، گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر اور گناہوں کے نقصانات، تائبین کے درجات اور ان کے سچے واقعات اور چند ایک اذکارِ مسنونہ جمع فرما دیے، اب یہ کتاب وسنت کے گلشن سے منتخب شدہ ایک مختصر اور جامع گلدستہ قارئین کرام کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے مطالعے سے ہر فرد و بشر اپنے زنگ آلود قلب کو جلا بخش سکتا ہے۔ اور ضلالت و گمراہیوں کی عمیق وادیوں اور وساوس و خطرات کی خار دار گھاٹیوں سے خارج کر سکتا ہے، حقیقت ہے کہ یہ کتاب گم گشتگانِ راہ، اور جو یان حق وصداقت، اور متلاشیانِ رشد و ہدایت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب سے سب کو کما حقہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے۔ اور مؤلف، ناشر، معاوین کے لیے نجات کا ذریعہ، کامیابی کا وسیلہ اور بلندیٔ درجات کا زینہ بنائے۔ آمین یارب العالمین!

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ

تقدیم

الحمد لله غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب، ذي الطول لا اله الا هو اليه المصير ۔ والصلوٰة والسلام على رسول الله، معلم الانسانية، و مرشد ها، وهاديها الى الحق والى صراط مستقيم، وعلى آله، واصحابه، واتباعه، وأحبابه الى يوم الدين، وسلم تسليما كثيراً، وبعد!

رسالة مسماة ''توبہ! مگر کیسے؟''توبہ کے معانی،شروط اور فضائل کے متعلق مرتب کیا ہے۔توبہ کرنا، اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہر انسان پر واجب ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱﴾

(النور: ٣١)

''اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اے مومنو! تاکہ تم (آخرت) میں کامیاب ہو جاؤ۔''

توبہ ہی انسان کو مہلک گناہوں سے بچا کر جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے،سیدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ سے واپسی کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ الْحَدَّ))

''اے اللہ کے رسول! میں حد کو پہنچا ہوں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم

نے اسے رجم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ رَاَیْتُ مَاعِزًا یَغْمِسُ فِی الْجَنَّةِ))

''میں نے ماعز کو جنت (کی نہروں) میں غوطہ زن ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔''

یاد رہے کہ توبہ مشقتیں اور مصائب جھیلنے کے بعد حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا در رحمت ہر وقت اور ہر گھڑی کھلا ہے، وہ اپنے در پہ آئے ہوئے لوگوں کو دنیا کے جبابرہ کی طرح نہیں دھتکار دیتا، بلکہ جب کوئی بندہ غلطی کر لیتا ہے، یا اپنے نفس پر زیادتی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۵۳ ﴾

(الزمر: ۵۳)

''آپ فرما دیجیے، اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔''

لٰہذا جو شخص اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کروانا چاہتا ہے وہ گناہوں کو چھوڑ دے، اور شرمندہ ہو کر جلدی سے اپنے رب کے در پر آ جائے تو وہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۝۸۲ ﴾

(طٰہ: ۸۲)

''ہاں! میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

اس رسالہ کو مرتب کرنے کے متعلق ہمیں بھائی محمد ناظر سدھو صاحب نے شفاعت حسنہ

کی تھی، چنانچہ دو ہی مجالس میں اسے مرتب کر دیا گیا، امید واثق ہے کہ ہم نے اس رسالہ کو لوگوں تک پہنچا کر ایک عظیم فریضہ انجام دیا ہو گا۔ ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً))

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ رسالہ میں صرف اور صرف کتاب وسنت کا بیان ہو، اور یا پھر صحابہ اور سلف صالحین کے اقوال کو پیش کیا ہے۔ اور یہی ہمارا منہج ہے یعنی کتاب وسنت کا فہم، اقوال وافعال صحابہ وسلف صالحین کی روشنی میں۔

آخر میں ہم ناشر اور سب معاونین جن میں سے بھائی محمد ناظر سدھو بھی ہیں، کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس رسالہ کو صدقہ جاریہ بنائے، اور پڑھنے والوں کے لیے راہ نجات، اور راقم اور اس کے والدین اور دادی جان مرحومہ کے لیے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔

وصلی الله علی نبینا محمد وآله وسلم

وكتبه

حافظ حامد محمود الخضری

۲۰۰۶-۱-۲م

الموافق ۱۴۲۶-۱۲-۱ھ

مقدمہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، أَمَّا بَعْدُ!

امام بخاری اور امام احمد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''یقیناً تم جو (برے) اعمال کرتے ہو تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن) ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔'' [1]

ہم گناہوں کو حقیر جانتے ہوئے اور گناہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو یہ زندگی گزار رہے ہیں بڑا خطرناک معاملہ ہے۔

آپ کچھ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ بعض گناہوں کو حقیر سمجھتے ہیں، اور حتی کہ کبیرہ گناہوں میں واقع ہونے کو بھی آسان سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو لاشعوری اور ضمیر کو ملالت کیے بغیر گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ ندامت و پشیمانی توبہ کی شروط وعوامل میں سے ایک اہم چیز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوبَةٌ)) [2] ''ندامت ہی توبہ ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، رقم: ٦٤٩٢۔ مسند الامام احمد: ٣/٣.

[2] صحیح الجامع الصغیر، للألبانی: ٦٨٠٢.

(لیکن) یہ فرصت عظمیٰ یعنی گناہوں سے توبہ و استغفار کی فرصت ان لوگوں سے فوت ہوگئی ہے اور اسی طرح اس آسانی (سہولت) نے خطار کار انسان کو نافرمانی کا عادی بنادیا ہے، اور گنہگار اس طرف توجہ ہی نہیں کرتا کہ یہ عظیم فرصت اللہ کی طرف لوٹنے اور استغفار کرنے کے لیے ایک تحفہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا الْقَاهَا وَاِلَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةً)) [1]

''یقیناً گناہ لکھنے والا فرشتہ گناہ گار مسلمان بندے سے چھ اوقات میں قلم اُٹھا لیتا ہے گناہ نہیں لکھتا، اگر وہ شرمندہ ہوکر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ اس قلم کو رکھ دیتا ہے وگرنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔''

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اپنے گناہ کا اعتراف کرے، اور اسے اپنے رب کے سامنے توبہ کرے اور شرمندہ ہو، اور اس بات کو ذہن نشین کرے کہ انسان کا گناہ کو حقیر جاننا اس کے جرم کو زیادہ کرتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حقیر جاننا ان کے استیصال کو آسان سمجھنا ہے۔

درست اور بہتر راہ گناہ پر نادم ہونا اور اس سے توبہ کرنا ہے۔ تاکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت سے مستفید ہو سکے، اور وہ درست راستے پر گامزن ہوکر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کرلے۔

ان شاء اللہ! ہم اس رسالے میں توبہ کی کیفیت، اس کی شرائط اور احکامات واضح کریں گے، اس کے علاوہ بعض ایسے اُمور ذکر کریں گے جو انسان کو توبہ کی راہ پر گامزن کرنے اور اس پر ڈٹے رہنے کے معاملے میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

---

[1] معجم کبیر، للطبرانی ، رقم: : ٧٧٦٥ـ صحیح الجامع الصغیر ، للألبانی، رقم : ٢٠٩٧.

میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی بلند و بالا صفات کے ذریعے اُسی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہماری توبہ قبول فرمائے، اور مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس رسالے کے ذریعے نفع پہنچائے، اور ہمارے لیے اور ہمارے معاونین خصوصاً حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے لیے، اور بھائی محمد ناظر سدھو کے لیے، اور میرے اہل وعیال اور مرحوم والدین کے لیے قیامت کے دن اس کا اجر مقرر فرمائے، جس دن مال و اولاد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے سوائے جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وكتبه

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

باب نمبر:1

توبہ کا معنی ومفہوم

1......توبہ کا لغوی معنی

توبہ لغت عرب میں "تَوبٌ" مادہ سے ماخوذ ہے، یہ کلمہ مجرد ہونے کی صورت میں رجوع اور پلٹنے کا معنی دیتا ہے، عرب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے متعلق "تَابَ وَاَنَابَ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

2......قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی

1۔توبہ بمعنی (ندامت)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرۃ: ٥٤)

"پس تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے شرمندہ ہو جاؤ، اپنے نفسوں کو قتل کرو۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٣١﴾

(النور: ٣١)

"اور تم سب اللہ کی جناب میں شرمندگی ظاہر کرو، اے مومنو! تاکہ تم (آخرت میں) کامیاب ہو جاؤ۔"

2۔توبہ بمعنی (درگزر کرنا):

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (التوبہ: ۱۱۷)

''اللہ نے پیغمبر کے حال سے درگزر فرمایا، اور مہاجرین اور انصار کے حال سے بھی۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ (الاحزاب: ۷۳)

''اور اللہ مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی فرمائے یعنی درگزر کرے۔''

3۔توبہ بمعنی (رجوع کرنا):

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

''(اے اللہ!) تو پاک ہے، میں تیری جناب میں (تیرے دیدار کے سوال سے) رجوع کرتا ہوں۔''

3......شریعت میں توبہ سے مراد:

گناہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خوف سے ترک کر دینا، اسے قبیح جاننا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر پشیمان ہونا، اور ساتھ اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ حتی الوسع آئندہ وہ ایسا عمل دوبارہ نہیں کرے گا اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو ان کا تدارک کرنا یہ سب اُمور توبہ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

4......سچی توبہ کی حقیقت:

دلی طور پر گناہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے، اور اس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

یعنی احسن انداز سے گناہ کو ترک کر دینے سے مراد توبہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر کی بہترین شکل ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''توبہ شریعت کی اصطلاح میں گناہ کو اس کے بُرا ہونے کے سبب ترک کرنا ...... اور اپنی اس کوتاہی اور خطا پر شرمندہ ہونا ...... اور آئندہ کے لیے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے ...... اور اس خطا کی تلافی کرنا۔''

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح ''صحیح مسلم'' نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ ''اگر وہ گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے تو اس ظلم کو معاف کرائے، اور حق ادا کرے ...... اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے تو نماز، روزہ وغیرہ قضاء ادا کرے۔'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ٥/ ٢٢)

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴾ (التحریم: ٨)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔''

حضرت حسن فرماتے ہیں: ''توبہ نصوح یہ ہے کہ جیسے گناہ کی محبت تھی ویسا ہی بغض دل میں بیٹھ جائے۔ اور جب وہ گناہ یاد آئے اس سے استغفار ہو۔'' (تفسیر ابن کثیر: ٥/ ٤٤٥)

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں بیان فرمایا کہ لوگو! میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے کہ ((اَنْ يُّذْنِبَ الْعَبْدُ ثُمَّ يَتُوْبُ فَلَا يَعُوْدُ فِيْهِ .)) [1] ''انسان گناہ کی معافی چاہے اور پھر اس گناہ کو دوبارہ نہ کرے۔''

بعض سلف کا کہنا ہے:

''گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ جس قدر تو نے گناہ کیا اسی قدر اس پر قابو رکھ، اور دوبارہ یہ کام نہ کر ...... چنانچہ ہر ترک فعل اسی فعل کا کفارہ ہو جائے گا۔''

(قوت القلوب)

❀❀❀❀

---

[1] مستدرك حاكم: ٢/ ٤٩٠۔ المطالبه العالية، رقم: ٣٧٨٥۔ حاکم اور ابن حجر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر:2

توبہ کی فضیلت

توبہ فلاح کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے توبہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾﴾

(النور: ٣١)

''اورتم سب اللہ کی بارگاہ میں شرمندگی کا اظہار کرو اے مومنو! تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

اورتوبہ قبول کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ (الشوریٰ: ٢٥)

''اور وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

اگر بندہ گناہ کا اعتراف کرلے......

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

''یقیناً جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرلیتا ہے اورتوبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

ایسے لوگوں کے لیے اس نے اپنی عفو ومغفرت میں اُمید کا دروازہ کھولا ہوا ہے، اورلوگوں کو حکم دیا کہ وہ گناہوں کی معافی، پردہ پوشی اوراپنی توبہ کی قبولیت کے طلب گار بنتے ہوئے اس

کے کرم وجود کی بارشوں کی طرف پلٹیں، نہ کوئی انہیں اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا دور کر سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو سکتی ہے:

جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کیں وہ مجھ سے نا اُمید نہ ہوں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر: ۵۳)

"آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔"

واحدی نے لکھا ہے: تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے شرک، قتل اور نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی جیسے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا، اور اسلام لانا چاہتے تھے، لیکن ڈرتے تھے کہ شاید ان کے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں اور اللہ کے تمام بندوں کو اس کی وسیع رحمت اور عظیم مغفرت کی خوش خبری دے دیں، کہ انہیں اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہونا چاہیے، وہ تمام اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔" (تیسیر الرحمن، ص: ۱۳۰۵)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ آیت قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تو تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔" (فتح القدیر، للشوکانی: ۲/ ۵۶۱)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك رقم: ۴۱۴۱.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ ''یہ آیت کریمہ کافر ومومن تمام گناہ گاروں کو توبہ کی دعوت دیتی ہے، اور خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۵/۵۹۲۔ ۵۹۳)

جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''اور جب ان لوگوں سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالی کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟''

اہل جنت کی ...... صفت یہ بتائی گئی کہ جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے، تو انہیں اللہ سے حیا آتی ہے، اور اس کے عقاب کا ڈر لاحق ہوتا ہے، تو فوراً اللہ سے معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اس کے سوا کسے اس کا اختیار حاصل ہے؟ امام احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابلیس نے اپنے رب سے کہا تیری عزت وجلال کی قسم، میں بنی آدم کو جب تک ان کی سانس چلتی رہے گی گمراہ کرتا رہوں گا، تو اللہ نے کہا: میری عزت وجلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے مغفرت چاہتے رہیں گے، میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔

اور اس طلب مغفرت والی صفت کی تکمیل یہ ہے کہ وہ جانتے ہوئے گناہ پر اصرار نہیں کرتے، یعنی اگر گناہ ہو جاتا ہے تو استغفار کرتے ہیں، کیونکہ دل سے استغفار کر لینے کے بعد اگر دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے، تو اسے گناہ پر اصرار نہیں کہا جاتا۔ ابوداؤد، ترمذی، بزار اور ابو یعلیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ سے مغفرت مانگ لی اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا، چاہے وہ دن میں سو بار اس کا ارتکاب

کرے۔'' حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔ امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے، تو اس کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔''

(تیسیر الرحمن: ۱/ ۲۰۸۔۲۰۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور ہمیشہ اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷﴾ (آل عمران: ۱۷)

''وہ صبر کرنے والے، اور سچ بولنے والے، اور فرماں برداری کرنے والے، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔''

''اس (آیت کریمہ) میں اہل تقویٰ کی مزید صفات بیان کی گئی ہیں ﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ میں استغفار سحر کا ہی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحیحین اور احادیث کی دوسری کتابوں میں کئی صحابہ کرام سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر رات جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اور کہتا ہے کہ کوئی مانگنے والا ہے جسے میں دوں، کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول کروں، کوئی مغفرت چاہنے والا ہے جسے میں معاف کر دوں؟

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتا ہے، اور کہتا ہے کہ کون قرض دے گا ایسے کو جو فقیر نہیں، اور ظالم نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ طلوعِ فجر تک (ایسا ہی رہتا ہے)۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۱۶۹)

شانِ بخشش کا ظہور:

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ .)) [1]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھالیتا اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کردیتا۔“

توبہ حصولِ محبت الٰہی کا ذریعہ:

تائب اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾﴾ (البقرة: ٢٢٢)

”یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

استغفار کی کثرت حصولِ رزق کا ذریعہ:

اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، اور توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے لائق اور اس کی حفظ و رحمت کا اہل ہوتا ہے۔ تائب کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ مشکلات و پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾﴾ (نوح: ١٠-١٢)

”تم سب اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بے شک بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہیں مال و دولت

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالإستغفار توبة، رقم: ٢٧٤٩.

اور لڑکوں سے نوازے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکالے گا۔“

”عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش مانگنے کے لیے جب آپ نکلے تو منبر پر چڑھ کر آپ نے خوب استغفار کیا، اور استغفار والی آیتوں کی تلاوت کی جن میں سے ایک آیت یہ بھی تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ بارش کو میں نے بارش کی تمام راہوں سے جو آسمان میں ہیں طلب کر لیا ہے یعنی وہ احکام ادا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمایا کرتا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ٥/٥٠٧)

”حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے خشک سالی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو...... دوسرے شخص نے اپنے فقر کی شکایت کی ...... تیسرے شخص نے اولاد کی کمی کی شکایت کی ...... چوتھے شخص نے اپنی زمین کی پیداوار کی کمی کی شکایت کی ...... تو سیّدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو استغفار کرنے کی تلقین فرمائی...... اس پر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ سے لوگوں نے مختلف قسم کی شکایتیں کیں...... مگر آپ نے سب کو ایک ہی علاج بتلایا کہ استغفار کرو ...... اس سوال کے جواب میں حسن رحمۃ اللہ علیہ نے یہی (مذکورہ بالا) آیت تلاوت فرمائی۔“ (تفسیر الخازن، تحت هذه الآية)

بندے کی استغفار اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اس حالت سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی کی اونٹنی گم ہو جائے، اور وہ جنگل میں ہو، اور اس اونٹنی پر اس کا زادِ راہ بھی ہو، اور وہ مایوس ہو کر کسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس آ گئی اور وہ خوشی سے کہنے لگا:

((اَللّٰهُمَّ ! اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ .)) [1]

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ٢٧٤٧.

''اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔''

یعنی عقل اس وقت غلبہ مسرت سے مغلوب ہوگئی......اس سے بھی زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے جب بندہ نفس وشیطان کے چکر میں گناہوں میں پھنس کر اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے......پھر وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں آ کھڑا ہوتا ہے۔

تو اللہ رب العزت کو کتنی خوشی ہوتی ہے، وہ اس حدیث کے مضمون سے اندازہ کیجیے۔ قربان جایئے ایسے رحیم اور کریم مالک پر کہ اپنے بندوں کے ساتھ اس قدر تعلق اور محبت رکھتا ہے۔

باب نمبر:3

سچی توبہ کے وجوب کا بیان

اے ہمارے مسلم بھائی جان لو! بے شک تمام اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سچی توبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم : ۸)

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرو۔''

''توبہ نصوح'' کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کی معافی مانگ لے تو پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔

اور توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ⑪﴾ (الحجرات : ۱۱)

''اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَـآ أَيُّهَـا الـنَّاسُ تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) [1]

''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک میں ایک دن میں (کم ازکم) سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاكثار منه، رقم: ٦٨٥٩.

((وَاتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی اَنَّ التَّوْبَةَ فَرْضٌ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ)) ❶

''امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک توبہ مومنوں پر فرض ہے۔''

اور ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَلْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلٰی وُجُوْبِ التَّوْبَةِ لِاَنَّ الذُّنُوْبَ مُهْلِكَاتٌ مُبْعِدَاتٌ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَيَجِبُ الْهُرُوْبُ مِنْهَا عَلَی الْفَوْرِ .)) ❷

''توبہ کے واجب ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ گناہ (انسان کو) اللہ سے دور کرنے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس فوری طور پر (گناہ سے) دور ہونا واجب ہے۔''

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ریاض الصالحین'' میں رقم طراز ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ: اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ .))

''علماء کا کہنا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔''

یہ اس وجہ سے ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، ہر انسان غلطی کرسکتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ .)) ❸

''کہ تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کر لیں۔''

استغفار اور توبہ میں فرق:

استغفار اور توبہ میں توبہ اصل ہے کیونکہ استغفار توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے۔

❶ الجامع لاحکام القرآن: ٥/ ٩٠.

❷ مختصر منهاج القاصدين، ص: ٢٠١.

❸ صحیح سنن ترمذی، ابواب صفة القیامة، باب استعظام المؤمن ذنوبه، رقم: ٢٤٩٩۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة، رقم: ٤٢٥١۔ ابن ابی شیبه: ١٣/ ١٨٧۔ مسند أحمد: ٣/ ١٩٨۔ مسند أبی یعلی، رقم: ٢٩٢٢۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤٥١٥.

استغفار اور توبہ میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ﴾(هود: ٣) ''تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو۔''

استغفار سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا ہے۔ اور توبہ سے مراد ندامت قلب کے ساتھ تلافی اور آئندہ کے لیے عہد کرنا ہے کہ اس خطاء کو دوبارہ نہ کریں گے۔'' (تفسیر روح المعانی، ص: ٢٠٧، تحت هذه الآية)

اگر استغفار اور توبہ ایک ہی حقیقت رکھتے تو اللہ تعالیٰ الگ الگ نہ بیان فرماتا۔ یاد رہے کہ بعض دفعہ دونوں ایک ہی معنی میں بھی مستعمل ہیں۔

باب نمبر:4

گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر

اے ہمارے مسلمان بھائی! یہ بات جان لینا چاہیے کہ گناہوں کو حقیر سمجھنا اور ان کا ارتکاب کرنے میں تساہل برتنا ہلاکت کا سبب ہے۔ لہٰذا گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر پیشِ خدمت ہیں:

1۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا:

جب تیرے چھوٹے گناہ جمع ہو جائیں، اور تو ان سے توبہ نہ کرے تو یقیناً وہ تجھے ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ ، فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، حَتَّى أَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتَى يُؤْخَذُ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكُهُ .)) [1]

”گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو! پس گناہوں کو حقیر سمجھنے کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم ایک وادی میں اُتری، تو ان میں سے ایک آدمی لکڑیاں لایا، پھر دوسرا بھی لایا، حتیٰ کہ انہوں نے اپنی روٹیاں پکانے کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں (اور ایسے ہی جیسے انہوں نے ایک ایک کر کے لکڑیاں اکٹھی کر لیں تھیں) بے شک جب بندہ چھوٹے گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔“

---

[1] مسند احمد: ٥/ ٣٣١۔ صحیح الجامع الصغیر: ٢٦٨٦.

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكْنَهُ ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلاً كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا أَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيْعَ الْقَوْمِ ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ ، وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ ، حَتَّى جَمَعُوْا سَوَادًا وَأَجَّجُوْا نَارًا وَأَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيهَا .)) [1]

”گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچو، پس بے شک وہ آدمی پر اکٹھے ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح جو بیاباں زمین میں تھا پس وہ قوم کے طریقے (رواج) کو حاضر ہوا، پس ایک آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، اسی طرح دوسرا آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، یہاں تک کہ انہوں نے ایک ڈھیر اکٹھا کر لیا اور اس کو آگ لگائی (جس سے) وہ سب (لکڑیاں) راکھ ہو گئیں۔“

لہٰذا برائی کی طرف نہ دیکھیں (کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) بلکہ اس ذات کی عظمت وجلال کو مدنظر رکھنا چاہیے جس کی (اطاعت کی بجائے) نافرمانی کی جاتی ہے۔

2۔ چھوٹے گناہوں کو بھی کبیرہ تصور کرنا:

بعض لوگ بعض گناہوں کو صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

((إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، إِنْ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ، يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ .)) [2]

---

[1] مسند أحمد: ۱/ ۴۰۳۔ مسند حمیدی، رقم: ۹۸۔ طبرانی کبیر، رقم: ۱۰۵۰۰۔ صحیح الجامع الصغیر: ۲۶۸۷.

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، رقم: ۶۴۹۲۔ مسند احمد: ۳/ ۳.

”بے شک تم جو (برے) اعمال کرتے ہو، تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن یہی گناہ) ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔“

پس آپ گناہ کو حقیر جاننے سے بچ جائیں، اگرچہ لوگ اس کو کمتر ہی جانتے ہوں۔

3۔ گناہ کو ظاہر کرنے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ .)) [1]

”سوائے (گناہ کو) ظاہر کرنے والے کے میری ساری اُمت کے لیے معافی ہے، اور بے شک (گناہوں کو) ظاہر کرنے والوں میں (وہ شخص بھی ہے) جو رات کو کوئی عمل کرتا ہے، پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوتا ہے پس وہ (کسی بندے سے) کہتا ہے، اے فلاں! میں نے رات کو یہ یہ کام کیا ہے، حالانکہ پوری رات اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالا تھا (پھر بھی) وہ صبح کرتے (بذاتِ خود) اس کو ظاہر کرتا ہے جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔“

گناہوں کو ظاہر کرنے والا گویا اپنے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ستر المؤمن علی نفسه، رقم: ٦٠٦٩۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه، رقم: ٧٤٨٥.

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾﴾

(النور: ۱۹)

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے، ان کے لیے دنیا و آخرت میں درد ناک عذاب ہے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔''

''اس آیت کریمہ میں...... مسلمانوں کو ایک اخلاقی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلم سوسائٹی میں اگر ایک شخص کوئی بُری بات سنے (یا کرے) تو اس کا فرض ہے کہ اسے لوگوں سے بیان نہ کرے، اس لیے کہ اس سے کمزور ایمان والوں اور منافقوں کو مسلم سماج میں بُرائی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخلاقی انارکی پھیلے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں شدید عذاب کی دھمکی دی ہے، اور مسلمانوں سے کہا ہے کہ بُری بات پھیلانے کے کیسے خطرناک اثرات مسلم سوسائٹی پر مرتب ہوتے ہیں ان کا علم اللہ کو ہے، تم ان کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ہو، اس لیے اللہ کی جانب سے تمہیں جو اخلاقی تعلیمات دی جارہی ہیں ان پر سختی کے ساتھ عمل کرو۔'' (تیسیر الرحمن: ۲/ ۹۹۷)

اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جب لوگوں کی نظروں سے دور ہو یا وہ گناہ کر کے لوگوں پر ظاہر کرنے والا نہ ہو (تو گناہ کرنا) جائز ہے۔ یا وہ یہ کہے کہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سابقہ حدیث کا معنی ہے کہ اگر انسان سے جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر لوگوں کو اپنے گناہ بتاتا نہ پھرے، بلکہ گناہ اپنے نفس میں چھپائے رکھے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے، اور جب وہ علیحدگی میں ہو تو گناہ کرنے سے بچے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي ، يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ

أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بَيْضَاءَ ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ، أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جَلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْهَا .)) [1]

''میں اپنی اُمت میں ایسی قوموں کو جانتا ہوں، جو قیامت کے دن تہامہ کے سفید پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ انہیں اُڑتا غبار بنا دے گا۔ یاد رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی اور تمہارے قبیلے سے ہی ہوں گے، جیسے تم رات کو اللہ کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پامال کر دیں گے۔''

4۔ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا:

کیونکہ معلوم نہیں کب موت آ لے گی، یقیناً موت خیال سے بھی زیادہ قریب ہے، اور ہمیشہ اچانک ہی آتی ہے (جب موت آتی ہے تو پھر) اللہ اس وقت توبہ قبول نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ .)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے، جب تک کہ اس کے غرغرے کا وقت نہیں آ جاتا۔''

پس ہر گناہ سے توبہ کرنے میں جلدی کرو اور سستی نہ کرو۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ ، فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَقُوْمُ

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الذنوب، رقم: ٤٢٤٥۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٠٢٨.

[2] مسند احمد: ١٣٢/٢، ١٥٣۔ سنن الترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ٣٥٣٧۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٩/٤۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٢٨.

فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .)) [1]

''جو بندہ کوئی گناہ کر لینے کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھتا ہے، اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔''

5۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۗ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ ﴾ (آل عمران : ١٣٥)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں، تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

6۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا:

تجربہ کی بات ہے کہ اکثر لوگ واجبات چھوڑ دیتے ہیں، اور محرمات سے اجتناب بھی نہیں کرتے۔ پس شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے اور ان کے لیے یہ بات مزین کرتا ہے کہ وہ کہیں: یہ واجب نہیں یا یہ حرام نہیں ہے، اور اس بات پر وہ بحث ومباحثہ کرتے ہیں اور وہ اس بات کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے خود اللہ کے ہاں جوابدہ ہونے سے بری کر لیا ہے، اور وہ انکار کر کے سزا وعقوبت سے بچ جائیں گے، لیکن اس عمل سے یہ لوگ دین سے دور ہو گئے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، پس آپ شیطان کے ان داخلی

---

[1] مسند احمد: ١/ ١٠۔ صحيح الجامع الصغير، رقم : ٥٧٣٨.

راستوں سے بچ جائیں۔

7۔ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکا نہ کھانا:

آپ گناہوں پر اصرار کر کے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ آپ کا گناہ کے کام کرنا بہتر ہے، کیونکہ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ نعمت تمہارے لیے اللہ کی طرف سے مہلت ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيَهِ مَا يُحِبُّ ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ .)) [1]

"جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو، تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔"

اور یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین اور اُصولوں کے مطابق ہے، جیسا کہ:
مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ ، وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ .)) [2]

"یقیناً اللہ عزوجل دنیا میں اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔"

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] مسند احمد: ٤/ ١٤٥۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٦١.

[2] شعیب الأرنؤوط فرماتے ہیں: یہ حدیث "موقوف صحیح" ہے۔ مسند احمد: ١/ ٣٨٧۔ دار قطنی فی العلل: ٥/ ٢٧١.

﴿وَ مَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ (الحجر : ٥٦)

’’اور اپنے رب کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾﴾

(الزمر : ٥٣)

’’(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔‘‘

پھر اللہ تعالیٰ نے دینی اُمور میں سستی کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اَنِیۡبُوۡۤا اِلٰی رَبِّکُمۡ وَ اَسۡلِمُوۡا لَہٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ (الزمر : ٥٤)

’’تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمھارے پاس عذاب آ جائے اور پھر تمھاری مدد نہ کی جائے گی۔‘‘

❀❀❀❀

باب نمبر:5

توبہ کی شروط

علماء نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے توبہ کی چند شرائط استنباط کی ہیں، کیونکہ توبہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جو محض زبانوں پر جاری ہو، لازمی ہے کہ توبہ ان درج ذیل شرائط کے ساتھ کی جائے جو تائب کے صدق پر دلالت کریں، اور وہ شرائط یہ ہیں:

1......گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ .)) [1]

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

2......فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰٓئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧﴾ ﴾

(النساء: ١٧)

''اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ بڑا علم والا، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٨٠٢، ٦٨٠٣.

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ بندہ کی توبہ کب قبول ہوتی ہے؟...... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی نادانی اور بے وقوفی میں کسی گناہ کا ارتکاب کرے، اور پھر جلد ہی اس پر نادم ہو اور اللہ کے حضور توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۴۲۵)

3...... دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم کرنا۔

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ((مَا التَّوْبَةُ النُّصُوْح)) ''توبہ نصوح کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَنْ یَـنْـدِمَ الْـعَبْـدُ عَـلَى الذَّنْبِ الَّذِيْ اَصَابَ فَیَعْتَذِرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالىٰ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ إِلَیْهِ کَمَا لَا یَعُوْدُ اللَّبَنُ إِلَى الْفَرْعِ .))

''انسان اپنے گناہ پر نادم اور شرم سار ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت طلب کرے...... (گناہوں کی معافی مانگے) پھر جس طرح دودھ تھنوں میں سے نکل کر دوبارہ واپس نہیں آ سکتا، یہ بھی اسی طرح اس گناہ کی طرف نہ جائے۔''

4...... کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹانے سے توبہ قبول ہوگی۔

مثال کے طور پر کسی نے کوئی چیز چوری کی تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا واجب ہے یا کم از کم اس سے معاف کروالے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((رَحِـمَ اللّٰهُ عَبْدًا کَانَتْ لِأَخِیْهِ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ...... فِيْ نَفْسٍ ، أَوْ مَالٍ...... ، فَأَتَاهُ ، فَاسْتَحَلَّ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ یُّؤْخَذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ ، فَإِنْ لَّـمْ یَـکُـنْ لَهُ حَسَنَاتٌ ، أُخِذَ مِنْ سَیِّأٰتِ صَاحِبِهِ ، فَتُوْضَعُ فِيْ سَیِّاٰتِهِ .)) [1]

---

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ۷۳۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم والغضب، رقم: ۲۴۴۹.

''اللہ اس بندے پر رحم کرے کہ جس شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا مال پر تو اسے وہ وقت آنے سے پہلے معاف کرالے کہ اس کی نیکیاں لے لی جائیں۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

5......اور اس معصیت پر مصر نہ رہنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ؀﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

6......جس طرح توبہ دل اور زبان کے ساتھ ہوتی ہے، اس کا عملی نمونہ عمل صالح کے ذریعہ ہونا چاہیے۔

7......اور توبہ کی شروط میں سے یہ بھی ایک اہم شرط ہے کہ وہ زمانہ قبول میں ہو۔ نہ کہ اس وقت توبہ کی جائے جب وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یاد رہے کہ قیامت سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الإستغفار والإستكثار منه، رقم: ٦٨٦١.

ہونے سے پہلے توبہ کرلی۔"

اور جب موت حاضر ہو جائے تو تب بھی توبہ مقبول نہیں ٹھہرتی، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـٰٔنَ﴾ (النساء: ۱۸)

"اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو معصیات کا ارتکاب کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان کے کسی کو موت حاضر ہو تو وہ کہے میں اب توبہ کرتا ہوں۔"

"جو آدمی گناہ کرتا رہتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم نہیں ہوتا، اور جب اس کی آنکھوں کو موت نظر آنے لگتی ہے اور زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں، تو ایسی توبہ کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ جب فرعون نے اپنی آنکھوں سے موت کو دیکھ لیا اور کہا کہ میں اس پر ایمان لایا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اور اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جواب دیا کہ اب تک تو تم نافرمانی کرتے رہے ہو اور زمین میں فساد پھیلاتے رہے ہو، اور اب جب موت نے آ دبوچا ہے تو ایمان کا اعلان کرتے ہو، اب تمہاری توبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ حلق میں آخری سانس اٹکنے سے پہلے تک قبول کرتا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر توبہ کرنے والا ابھی اپنی زندگی کی اُمید رکھتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوگی، لیکن روح حلق میں آ کر اٹک جائے، اور فرشتے کو اپنی آنکھوں کے سامنے پائے اور سانس کا زیر و بم بگڑ جائے، تو اس وقت کی توبہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حالت کفر و شرک میں مر جاتا ہے، تو ایسے آدمی کی توبہ اور ندامت بھی کسی کام کی نہیں۔

امام احمد اور حاکم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے یا اُسے معاف کر دیتا ہے، جب تک ''حجاب'' نہ واقع ہو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ ''حجاب'' کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حالت شرک میں جان نکل رہی ہو۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۲۴۷۔۲۴۸)

8...... خالص اللہ کے لیے توبہ ہو۔

یہ شرط بھی ضروری ہے کہ توبہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہو، نہ کہ کسی دوسری غرض کے لیے یعنی کوئی شخص گناہ کرنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو اور وہ توبہ کرے، مثلاً کوئی چوری کے لیے نکلتا ہے لیکن کچھ ملتا، یا وہ شراب کو چھوڑ دیتا ہے صرف اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے اس کے نقصان سے اس کو ڈرایا ہے، یا وہ شراب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کہتا ہے کہ میں شراب سے توبہ کرتا ہوں۔ تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰـهَ لَا يَـقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) [1]

''بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''

اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰـهُـمَّ اجْـعَـلْ عَـمَـلِـي كُـلَّـهُ صَالِحًا ، وَاجْعَلْهُ لِوَجْهِكَ خَالِصًا ، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئًا .))

''اے اللہ میرے اس سارے کے سارے عمل کو صالح بنا دے، اور اس کو خالص اپنی رضا کے لیے کر لے، اور کسی کے لیے اس میں کچھ حصہ نہ بنا۔''

---

[1] سنن النسائی، كتاب الجهاد ، باب من غزا يلتمس الذكر والأجر، رقم: ۳۱۴۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم : ۱۸۵۶.

باب نمبر:6

توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور

1۔ تمام اعمال میں اور خصوصاً توبہ میں نیت خالص ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) [1]

”بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

اور مزید رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيرًا مِنْهُ .)) [2]

”جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ کو اس کو اس سے بہتر عطا فرمادیتا ہے۔“

2۔ تائب انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیک اعمال کرے، جو اس کو خیر کے راستے میں ثابت قدم رکھیں گے، اور اس کے نیکیوں کے میزان میں اضافہ کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف ہوتی رہیں گی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود : ١١٤)

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الأجر والذكر، رقم: ٣١٤٢۔صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٨٥٦.

[2] كشف الخفاء: ٢/٢٣٨، ٥/٧٨ وسنده صحيح إن شاء الله.

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔''

اور جب نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تو انہیں وصیت فرمائی۔

((یَا مُعَاذُ اِتَّقِ اللّٰهَ حَیْثُمَا کُنْتَ ، وَأَتْبِعِ السَّیِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) ❶

'' اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے بعد نیکی کرنا (کیونکہ) وہ اس کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((فَالْکَیِّسُ هُوَ الَّذِی لَا یَزَالُ یَأْتِی مِنَ الْحَسَنَاتِ بِمَا یَمْحُوْا السَّیِّئَاتِ .)) ❷

'' کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو ہمیشہ ایسی نیکیاں کرے جو اس کی خطاؤں کو مٹا دیں۔''

3۔ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوا سے چاہیے کہ دنیا و آخرت میں اس گناہ کا بوجھ اور اس کے نقصان کو معلوم کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ یَرَی ذُنُوْبَهٗ کَأَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ یَخَافُ أَنْ یَّقَعَ عَلَیْهِ . وَإِنَّ الْفَاجِرَ یَرَی ذُنُوْبَهٗ کَذُبَابٍ مَرَّ عَلَی أَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰکَذَا .)) ❸

---

❶ مسند احمد: ۱۵۳/۵، ۱۵۸، ۱۷۷۔ سنن ترمذی، ابواب الصبر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، رقم: ۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹.

❷ الوصیة الجامعة ، ص: ۳.

❸ صحیح بخاری ، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۰۸.

''یقیناً مومن اپنے گناہوں کو اس طرح خیال کرتا ہے کہ گویا وہ پہاڑ کے نیچے اس کی جڑ میں بیٹھا ہے، اور اسے ڈر ہے کہ کہیں اس پر نہ گر جائے۔ اور بے شک بدکردار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری، اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف یوں اشارہ کیا۔ (اور وہ اُڑ گئی۔)

4۔ انسان اس جگہ سے ہی دور ہو جائے جہاں پر اس نے گناہ کیا ہو، کہیں دوبارہ اس جگہ پر آنے سے پھر اسی گناہ کا ارتکاب نہ کرلے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص نے مقام بوانہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا زمانۂ جاہلیت میں وہاں کسی بت کی پوجا ہوتی تھی؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا وہاں جاہلیت کی کوئی عید منائی جاتی تھی؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ تو آپ نے اس آدمی سے کہا کہ اپنی نذر پوری کرو، اللہ کی نافرمانی کر کے نذر نہیں پوری کی جائے گی۔'' [1]

5۔ ان چیزوں کو توڑ دے یا پھینک دے جن سے وہ گناہ کرتا تھا، جیسے آلات موسیقی یا نشہ آور چیزیں وغیرہ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ربیعہ کے لوگوں کو چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا: (1) سبز مٹکا، یہ برتن مٹی سے تیار کیا جاتا تھا۔ (2) کدو، یہ مشہور سبزی ہے جب کدو بڑا ہو جاتا تو خشک ہونے کے بعد اس سے گودا نکال کر اس کو بطورِ برتن استعمال کیا جاتا تھا۔ (3) چھٹو، کھجور کے تنے کو کھود کر بنایا جاتا تھا۔ (4) چینی والا برتن، یہ برتن تو آج کل بھی ہیں، ایک طرح کا چکنا مادہ تھا جو برتن کو لگا دیا جاتا تھا جس سے برتن ملائم ہو جاتا تھا۔ [2]

---

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ۳۳۱۳۔ سنن ابن ماجه، کتاب الکفارات، رقم: ۲۱۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ [2] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۸۷.

جب وہ لوگ پختہ عقیدہ والے ہو گئے۔ خطرہ نہ رہا تو آپ ﷺ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اور انہیں استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ واللہ اعلم۔

6۔ (توبہ کرنے کے بعد) وہ اپنے نفس کو اچھی مجالس میں بیٹھنے پر آمادہ کر لے، اور ان بری مجلسوں کو چھوڑ دے جہاں وہ بیٹھ کر برے عمل کرتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا اَنْ يُّحذِيَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً ، وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً .)) [1]

”نیک ہم نشین اور بُرے ساتھی (یعنی پاس بیٹھنے والے) کی مثال کستوری بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو تجھے (بطورِ تحفے کے سونگھنے کے لیے) خود ہی دے دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا، اور (کم از کم) تو اس سے اچھی خوشبو پا لے گا (جب تک اس کے پاس رہے گا اس کی خوشبوئیں تیرے دماغ کو معطر کرتی رہیں گی) جب کہ بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا (کم از کم) تجھے اس کے پاس بُری بُو سونگھتے رہنا پڑے گا۔“

7۔ کتاب وسنت میں موجود ایسی آیات واحادیث کے مطالعہ پر مواظبت کرے جن میں گناہ کرنے سے ڈرایا گیا ہو۔

8۔ یہ بات ہر وقت ذہن نشین رکھے کہ کسی بھی وقت اللہ کی طرف سے گرفت ہو سکتی ہے۔

---

[1] صحيح بخاری ، كتاب الذبائح والصيد، باب المسك، رقم: ٥٥٣٤۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة ، رقم: ٢٦٢٨.

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ (الزمر: ٥٤)

''اور اپنے رب کی طرف جھک پڑو، اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تم عذاب کا شکار ہو جاؤ، اور تمہاری کسی طرف سے بھی مدد نہ ہو سکے۔''

9۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی ہر وقت کی مستقل عادت بنا لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کو بھگانے اور اس کے شر سے حفاظت کے لیے بڑے عظیم ہتھیاروں میں سے ہتھیار ہے، خصوصاً صبح و شام اور رات کو سوتے وقت کے اذکار مسنونہ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ہتھیار ہیں۔

باب نمبر: 7

رحمت الٰہی کی وسعتیں

رحمت الٰہی سے وسیع کوئی چیز نہیں:

اللہ کی رحمت وشفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾﴾ (الأعراف: ١٥٦)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے، اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع وعریض ہے جیسے بحر بیکراں۔ اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن وانس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کردیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ میری رحمت وشفقت ہر آن اور ہر شان میں ان کے قریب تر ہوا کرتی ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (الأعراف: ٥٦)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔''

غضب پر رحمت کا غلبہ:

پھر اس فضل وکرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرشِ معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

((إِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ)) [1]

''یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر وغضب پر غالب ہے۔''

پروانۂ رحمت:

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ! میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھگڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کرلیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کرسکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سبز وشاداب بنا دیتا ہے، اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمکنار کردے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں، تو اتنی دیر میں رحمتِ الٰہی اس کی روح کو تھپکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلا رہی ہوتی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر: ۵۳)

''آپ فرمادیں، اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب كتب الله ان رحمتي سبقت غضبي، رقم: ٦٩٦٩.

بندہ کو بین الخوف والرجاء رہنا چاہیے:

سیدنا أبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ .)) ❶

’’اگر کسی مومن کو معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہوجائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔‘‘

پیغامِ مغفرت:

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .)) ❷

’’بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی توبہ کرلے۔ اور اسی طرح دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ (یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فى سعة رحمة اللّٰه تعالىٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ٦٩٧٩.
❷ صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، باب كلما استغفر العبد غفره الله، رقم: ٦٩٨٩.

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ (النّساء: ١١٠)

''اور جس کسی نے بھی کوئی برائی کی، یا اپنی جان پر ظلم کیا، پھر اللہ سے معافی مانگی تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ .)) ❶

''جب کوئی بندہ مسلمان ہوجاتا ہے اور اچھی طرح اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے، اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمادے۔''

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٩﴾ ﴾ (الحجر: ٤٩)

''میرے بندوں کو یہ بات بتادیں کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت اپنا دودھ پیتا بچہ تلاش کر رہی تھی، جب اسے بچہ مل گیا تو اس نے اسے پکڑا، اپنے سینے کے ساتھ لگالیا اور اسے دودھ پلایا، پس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی، ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! وہ اسے کبھی نہیں پھینکے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الإيمان، باب حسن إسلام المرء، رقم: ٤١.

سے زیادہ رحمت کے ساتھ پیش آتا ہے بنسبت اس عورت کے اپنے بچے کے ساتھ رحمت سے پیش آنے کے۔'' [1]

رحمت الٰہی کے بغیر صرف عمل جنت کی سعادت کا ضامن نہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ ، وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ .)) [2]

''تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں، اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

فائدہ:...... جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا، اور اعمال بلندی درجات کا سبب ہوں گے، جس کے اعمال جتنے زیادہ اچھے ہوں گے مرتبہ کے اعتبار سے وہ اتنا بلند ہوگا۔

بڑی بشارت:

پس اے ہمارے مسلم بھائی! توبہ کرنے کی طرف جلدی کرو، اور سستی نہ کرو کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ ﴾ (الزمر: ٥٤)

''اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ، اور اس کے فرمانبردار بن کے رہو قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور تمہاری مدد نہ کیا جا سکے۔''

❀❀❀❀

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله وأنها تغلب غضبه، رقم: ٦٩٧٨.

[2] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، رقم: ٧١٢١.

باب نمبر:8

توبہ کے فوائد وثمرات

1......توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ .)) [1]

”گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔“

2......توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِلَّا مَن تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝﴾ (الفرقان : ٧٠)

”سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور اچھے عمل کیے، ایسے لوگوں کے گناہ اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

3......توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کر دیتی ہے:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ ،

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة ، رقم: ٤٢٥٠، صحيح الجامع الصغير، رقم : ٣٠٠٨ .

فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ ، وَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط﴾.[المطففين : ١٤])) [1]

''بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان لگ جاتا ہے۔ پس اگر تو وہ گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرے تو اس کے دل کا نشان صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ گناہ کی طرف ہی لگا رہے تو وہ نشان زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اور ایسے زنگ آلود ہو جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ'' ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔''

4......توبہ آدمی کی زندگی میں سکون واطمینان کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝﴾ (هود : ٣)

''اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔''

---

[1] مسند احمد : ٢٩٧/٣ ـ سنن الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة ویل للمطففین، رقم: ٣٣٣٤ ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم : ١٦٧٠ .

5 ......توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی زبان سے اعلان کرایا کہ:

﴿ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝١١ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ۝١٢ ﴾ (نوح : ١٠-١٢)

''اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔''

6......توبہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ۝٦٧ ﴾ (القصص : ٦٧)

''پس بہرحال جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور اچھے اعمال کیے، پس عنقریب ایسا شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید فرمایا:

﴿ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝٦٠ ﴾ (مریم : ٦٠)

''سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے۔ پس یہی لوگ جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔''

7......توبہ محبت الٰہی کا ذریعہ ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾﴾ (البقرة : ۲۲۲)

''یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں، اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اسی لیے وضو سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ ، وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ .)) [1]

''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں، اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بنا دے۔''

8......توبہ کرنے والوں کے لیے فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں:

توبہ واستغفار کرنے والوں کے لیے فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾﴾ (المؤمن: ۷۔۹)

''جو فرشتے کہ عرشِ الٰہی کو اُٹھائے ہوئے ہیں، اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور

[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ۵۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ایمان والوں کے لیے (اس طرح) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر محیط ہے۔ پس ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی، اور تیری راہ پر چلے، اور انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، داخل فرما، اور ان کے ماں باپ، بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں ان کو بھی داخل فرما۔ بے شک تو زبردست حکمت والا ہے، اور ان کو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف سے بچا لے تو اس پر تو نے بہت مہربانی فرمائی، اور بڑی کامیابی ہے۔''

9......توبہ اور اصلاح اعمال:

توبہ کے بعد عمل صالح کی طرف راغب ہو جانا چاہیے کیونکہ نیک اعمال ہی انسان کا ذریعہ نجات ہے۔ اسی لیے قرآنِ پاک میں ایمان، توبہ اور اعمالِ صالحہ کو فلاح کی بنیاد قرار دیا ہے۔

﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴿۸۲﴾﴾

(طٰہٰ: ۸۲)

''اور میں ایسے لوگوں کو بہت بخشنے والا ہوں، جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرتے رہیں، پھر راہ پر قائم رہیں (یعنی ایمان اور عمل صالح پر مداومت کریں)''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ ﴿۶۷﴾﴾ (القصص: ۶۷)

''البتہ جو شخص توبہ کرے، اور ایمان لے آئے، اور نیک کام کرے تو ایسے لوگ،

اُمید ہے کہ فلاح پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

10......توبہ ظلم کو مٹا دیتی ہے:

ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔ ظلم کے کئی ایک معانی ہیں ، بہر حال ظلم کی تمام صورتوں میں انسان گنہگار ہے، لیکن توبہ ظلم جیسے گناہ کو بھی مٹا دیتی ہے۔ اس بارے قرآنِ مجید میں ہے:

﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾﴾ (المائدہ : ۳۹)

''پھر جو شخص ظلم کے بعد توبہ کرے، اور اصلاح کر لے تو بلاشبہ اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾﴾ (النساء : ۱۱۰)

''اور جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر اللہ سے مغفرت چاہے تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا۔''

باب نمبر:9

سیاہ کاروں کی تباہ کاریاں

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (الداء والدواء،ص:۷۵۔۱۴۴) میں گناہوں پر ڈٹے رہنے کے بہت سے نقصانات اور تباہ کاریاں بیان کی ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔علم سے محرومی۔

2۔اطاعت سے محرومی۔

3۔نیک کاموں کی توفیق سے محرومی۔

4۔گنہگار کی اللہ باری تعالیٰ کی مخلوق کے سامنے رسوائی۔

5۔حیاء کا خاتمہ۔

6۔برا خاتمہ۔

7۔دل پر غیر محسوس قسم کا رعب طاری رہنا۔

8۔برکت کا خاتمہ۔

9۔سینے کی تنگی۔

10۔دل پر مہر لگ جانا۔

11۔اللہ کی ناراضگی کا نزول۔

12۔آخرت میں عذاب سے دوچار ہو جانا۔

13۔دعا کا قبول نہ ہونا۔

14۔ غیرت انسانی سے محرومی۔

15۔شیطان کے شکنجے میں رہنا۔

16۔جانوروں کا اس پر لعنت کرنا۔

17۔حتی کہ سمندر کی مخلوقات کا اس پر لعنت کرنا۔

18۔نعمتوں کا خاتمہ وغیرہ۔

باب نمبر:10

میں کیسے توبہ کروں؟

توبہ کرنے کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ آپ جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی تردد کے اسے جڑ سے ختم کردیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ میں تمام گناہوں کو جڑ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں۔ اور یہی سوچتے ہوئے آپ بعض گناہوں کو بھی ترک نہ کریں) جبکہ تمام گناہوں کو چھوڑنا افضل ہے۔ پھر آپ دل میں یہ پختہ نیت اور عزم کرتے ہوئے کہ آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے، اور اس گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے۔ ان تمام آلات واشیاء سے جان بچاتے ہوئے جن کے ذریعے آپ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .))

''کوئی بھی انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوکر دو رکعتیں پڑھتا، اور اس کے بعد اللہ سے معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کردیتا ہے۔''

پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾﴾ (آل عمران : ۱۳۵)

”جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے، یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔“ ❶

اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر اور استغفار زیادہ کرو، اور جتنی استطاعت ہو اتنے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود: ١١٤)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔“

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا .)) ❷

”برائی کے پیچھے نیکی کر، وہ اس کو مٹا دے گی۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (الفرقان: ٧٠)

”مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔“

اور وہ اچھے اعمال جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح نص وارد ہو، ان پر عمل بھی گناہوں کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور عنقریب ہم اس رسالے میں گناہوں کے مٹانے

---

❶ صحیح ابن حبان: ٢/ ٣٩٠۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ مسند احمد: ١/ ١٠۔ صحیح الترغیب والترهيب، للألبانی، رقم: ٢٧٧.

❷ مسند احمد: ٥/ ١٥٣، ١٥٨۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرة الناس، رقم: ١٩٨٧۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٩.

والے اعمال کا بھی ذکر کریں گے۔

اے ہمارے مسلم بھائی! ....ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، کرم کرنے والا، محبت کرنے والا اور مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بیٹے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پس تو اللہ کی طرف مائل ہو جا (اور اپنے گناہوں پر) نادم ہوتے ہوئے، اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کر۔ جب بندہ اس کی طرف اس کی وسیع رحمت کی امید رکھتے ہوئے متوجہ ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندے سے منہ نہیں موڑتا، لہٰذا توبہ سے غافل نہ ہو کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تجھے موت کب آ لے گی' گناہوں میں جب بھی ایک طویل عرصہ گزرتا ہے تو گناہ کے اثرات بھی مضبوط ہو جاتے ہیں'' اور (کسی معاملے کو) ٹالنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو درخت کے تنے کو کاٹنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کی مضبوطی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسے اکھیڑنے کے لیے کافی قوت کی ضرورت ہے، میں اس کام کو ایک سال کے لیے مؤخر کرتا ہوں، پھر اس کی طرف لوٹوں گا، پس ایسی صورتحال میں وہ کیسے اسے کاٹنے پر قادر ہو سکتا ہے؟ جبکہ ایسے شخص کی کمزوری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور درخت اپنی مضبوطی میں بڑھ رہا ہے۔ [1]

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث قدسی نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً .)) [2]

''جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو ایک ہاتھ قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو چل کر میری طرف آتا ہے، میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔''

[1] منهاج القاصدين، ص: ٢٦٧.　[2] صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، رقم: ٦٨٣٢.

پس توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ، اور جو تم نے کیا اس پر نادم ہوتے ہوئے خود کو اللہ کے سامنے پیش کر دو، پس ندامت ہی توبہ ہے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا گمان ہے جو ماں کے بیٹے پر رحم کرنے سے سے زیادہ اپنے بندے پر رحم کرنے والا ہے؟ حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي إِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ .)) [1]

"میں اپنے بندے کے میرے متعلق خیال کے مطابق پاس ہوتا ہوں' اگر وہ میرے متعلق اچھا خیال کرے تو اس کے لیے ہے، اور اگر وہ برا خیال کرے تو یہ بھی اس کے لیے ہے۔"

پس اللہ ارحم الراحمین کے بارہ میں اچھا گمان رکھو، اور یہ یقین رکھتے ہوئے توبہ کرو کہ اللہ کے علاوہ لوٹنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور اعمال صالحہ اور اچھے کاموں میں جلدی کرو اور اس کے صالح بندوں کے ساتھ دوستی رکھو۔ اور اس شاعر کی طرح کہو' جس کے کا یہ کہنا ہے:

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرة   فلقد علمت بان عفوك اعظم
ان كان ذا یرجوك الا محسنًا   فبمن يلوذ ويستجير المجرم
ربی دعوتك ما امرت تضرعًا   فاذا رددت يدي فمن ذا يرحم

"اے میرے رب! اگر چہ میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں...... پس بے شک میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی معافی بڑی ہے...... نہیں ہے تجھ سے امید کرنے والا مگر محسن...... پس کس سے سرکش اور مجرم پناہ طلب کرے گا...... اے میرے رب! میں نے آپ کے حکم کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے تجھے پکارا...... اگر تو نے میرے ہاتھوں کو (خالی) لوٹا دیا تو پس کون ہے رحم کرنے والا؟"

[1] مسند احمد: ۲/ ۳۹۱۔ وسندہ صحیح.

دوسرے شاعر نے کچھ یوں کہا ہے:

الٰهي عبدك العاصي أتاك
مقرا بالذنوب فقد دعاك
وإن تغفر فأنت لذلك أهل
وإن تطرد فمن يرحم سواك

''اے میرے معبود! تیرا گنہگار بندہ تیرے دربار میں حاضر ہے...... گناہوں کا اقرار کرتا ہوا معافی کا طلب گار ہے...... اگر تو معاف کر دے تو واقعی تو اس کا اہل ہے...... اور اگر تو دھتکار دے تو تیرے سوا کون رحم کرنے والا ہے؟''

تم سستی نہ کرو اور نہ ہی ٹال مٹول سے کام لو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾﴾ (آل عمران : ١٣٣)

''اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو، جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے، اور وہ پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

مزید برآں ارشاد فرمایا:

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾﴾ (الحديد : ٢١)

''لوگو! تم اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو، اور اس جنت کی طرف جس کی کشادگی آسمان و زمین کی کشادگی کی مانند ہے، اُن کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔''

''اس آیت کریمہ میں آخرت کی بیش بہا اور دائمی نعمتوں کے حصول کی رغبت دلائی گئی ہے۔ بندوں کو اللہ کی مغفرت ، اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی نصیحت کی گئی ہے۔ اور یہ چیزیں صدق دل سے توبہ، طلب مغفرت ، گناہوں سے دُوری ، عمل صالح اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔'' (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۵٤٤)

باب نمبر: 11

توبہ کس سے ٹوٹتی ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنی تمام تر غلطیاں خطائیں یاد کر کے توبہ کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی گناہ کرنے شروع کر دیتا ہے جس سے اس نے توبہ کی تھی تو کیا دوبارہ وہی گناہ کرنے سے پہلی توبہ ختم ہو جائے گی، یا اس کے ذمہ اب جو دوبارہ گناہ کیے ہیں صرف یہی لکھے جائیں گے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ جن چیزوں سے توبہ کر لی گئی تھی وہ تو معاف ہو گئے ہیں، اور جواب گناہ ہوئے ہیں ان کے اثرات پہلی توبہ پر مرتب نہیں ہوں گے۔ یعنی پہلی کی ہوئی توبہ نہیں ٹوٹے گی، بہر حال توبہ پر مستمر رہنے کے لیے، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، قرآن و سنت کا مطالعہ اور اللہ کی خشیت اپنے آپ میں پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ [1]

یہاں یہ مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے، پھر توبہ کے بعد اس گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے تو کیا توبہ سے پہلے والا گناہ بھی لوٹ آئے گا، اور توبہ لوٹنے کی صورت میں پہلا اور دوسرا دونوں گناہوں کی سزا کا مستحق ہو گا؟ اور اگر اس پر اصرار کی حالت میں مر گیا تو اس کیا ہو گا یا اور اگر پرانا گناہ یعنی توبہ سے پہلے والا گناہ کلی طور پر ختم ہو جائے تو اسے صرف توبہ کے بعد والے گناہ کی سزا ملے گی؟

صحیح یہ بات ہے کہ جس گناہ سے توبہ کر لی ہے، اس کی سزا اسے نہیں ملے گی یعنی توبہ ٹوٹنے کے باوجود اسے پہلے گناہ کی سزا نہیں ملے گی اس لیے کہ وہ گناہ توبہ کی وجہ سے ختم ہو گیا

---

[1] تفصیل دیکھیے: فتاوی سماحة الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمه الله : ١/ ٢٥٣ـ٢٥٥.

ہے۔ اور توبہ کی وجہ سے اس کی حیثیت ایسی ہو جاتی ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں، لہٰذا جب وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تو اس کا گناہ بھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا، اور صرف توبہ کے بعد والے گناہ کی سزا ملے گی۔ اس لیے توبہ ایک نیکی ہے، اور دوبارہ گناہ کرنا برائی ہے، لہٰذا یہ بعد میں آنے والی برائی پہلے کی نیکی کو ختم نہیں کرے گی جس طرح کہ توبہ کے بعد والا گناہ اس کے بعد میں آنے والی نیکی کو باطل نہیں کرے گا۔

باب نمبر: 12

توبہ کرنے والوں کے درجات

توبہ کرنے والوں کے مندرجہ ذیل چار درجات ہیں:

پہلا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور آخر دم تک اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں' کبھی بھی دوبارہ اس گناہ والے رستے پر نہیں آتے' اور توبہ کرنے والوں کا سب سے اعلیٰ درجہ یہی ہے۔

دوسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب کے ہاں توبہ کرتے ہیں، اور اس پر پکے رہنے کا عزم کر لیتے ہیں، لیکن بغیر قصد کے کبھی ان سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، اور گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ نفس کو ملامت کرتے ہیں، اور اس کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اور توبہ کا یہ بھی بڑا عظیم درجہ ہے لیکن پہلے درجہ سے کم۔

تیسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو عرصہ تک توبہ پر مستمر رہتے ہیں، اور آخر معاصی میں واقع ہوتے ہیں تو شھوات ان پر غالب آ جاتی ہیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ برے اعمال بھی کرتے ہیں، اور پھر ان برے اعمال پر ندامت بھی کرتے ہیں' اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس سے مرنے سے پہلے باز آ جائیں گے لیکن ان کو اچانک موت آ جاتی ہے، اور وہ توبہ سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اب شرمندگی کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

چوتھا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جنھوں نے توبہ کی، اور ایک وقت تک اس پر قائم رہے لیکن نفس اُمارہ نے انھیں برائی پہ ابھارا اور شہوات نے انھیں بہکایا تو وہ گناہ میں ایسے پڑے کہ اس سے واپس آنے کا نام نہیں لے رہے، ایسے لوگوں کے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اگر وہ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق چلتے رہیں۔

باب نمبر:13

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1۔آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہیں۔ چنانچہ شیطان نے آدم و حوا دونوں کو دھوکہ دے کر بلندی سے پستی میں پہنچا دیا۔ بالفاظِ دیگر اس نے انہیں ارتکاب معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجر ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا لیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تا کہ اپنی پردہ پوشی کریں۔

﴿وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾﴾ (الأعراف: ١٩تا٢٢)

''اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں اقامت پذیر ہو جاؤ، اور جہاں سے چاہو کھاؤ، اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ پیدا کیا، تاکہ ان کے بدن کا جو حصہ (یعنی شرمگاہ) ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا اسے دونوں کے سامنے ظاہر کر دے، اور کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتہ نہ بن جاؤ، یا جنت میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ بن جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے خوب قسمیں کھائیں کہ میں تم دونوں کا بے حد خیر خواہ ہوں۔ چنانچہ اس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اپنے جال میں پھانس لیا، پس جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں دکھائی دینے لگیں اور دونوں اپنے جسم پر جنت کے پتے چسپاں کرنے لگے۔''

تب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟

﴿ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (الأعراف: ۲۲)

''اور ان دونوں کے رب نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔''

چنانچہ انہیں احساس ہوا، اور اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی تو اللہ تعالیٰ سے ہی وہ الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ (البقرہ: ۳۷)

''پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی،

بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔"

وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دُعا تھی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾﴾ (الأعراف: ۲۳)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہیں کیا اور ہم پر رحم نہیں کیا، تو ہم یقیناً خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

"بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

(1) انہوں نے گناہ کا اعتراف کیا۔ (2) اس پر نادم ہوئے۔ (3) اپنے نفس کی ملامت کی۔ (4) فوراً توبہ کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوئے۔

اور ابلیس میں پانچ برائیاں پائی گئیں:

(1) اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔ (2) اس پر نادم نہیں ہوا۔ (3) اپنے نفس کی ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔ (4) توبہ نہیں کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو گیا۔" (تیسیر الرحمن: ۱/۴۵۹)

2۔ نوح علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کو دعوت اسلام کے لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو ردّ کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ یہ ظاہر کیا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے؟ ان کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ قوموں کے سرداروں میں

سے ایک نے بھی تمہاری اتباع نہیں کی ہے، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے، جو کم عقل اور بے وقوف ہیں، اور اچھی اور گہری سوچ سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تم نبی ہوتے تو سردارانِ قوم تم پر ایمان لاتے۔ اور تیسرا شبہ یہ تھا کہ تم میں اور تمہارے پیروکاروں میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی جو ہم میں نہ ہو، تو پھر تم نبی کیسے ہوگئے؟

﴿ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ ﴾ (ھود: ۲۷)

''تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اپنے جیسا ہی ایک انسان دیکھ رہے ہیں، اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی ہم میں سے صرف گھٹیا لوگوں نے کی ہے جو ہلکی سمجھ بوجھ والے ہیں، اور ہم اپنے اوپر تمہارے لیے کوئی برتری نہیں پاتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان شبہات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہ باتیں قوم نوح کی جہالت اور کم عقلی کی دلیل تھیں۔ اس لیے کہ حق حق ہوتا ہے، چاہے اس کی اتباع شرفائے قوم کریں یا غریب لوگ کریں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ حق کو ماننے والے ہمیشہ زیادہ کمزور لوگ ہوئے ہیں۔ ہرقل شاہِ روم نے ابوسفیان سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے میں سوالات کیے، تو اس کا ایک سوال یہ تھا کہ اس کے ماننے والے سردارانِ قوم ہیں یا کمزور لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: کمزور لوگ۔ تو ہرقل نے کہا کہ ہمیشہ انبیاء کی پیروی کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوا کیے ہیں۔ اور یہ جو انہوں نے کہا کہ تمہارے ماننے والے زیادہ گہری فکر والے نہیں ہیں، تو یہ بھی کوئی قابل توجہ بات نہیں ہے، اس لیے کہ اگر حق واضح ہو، اور دل کا آئینہ روشن ہو، تو آدمی ایک لمحہ کے لیے بھی شک وشبہ میں نہیں پڑتا اور حق کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اعلان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی توقف کے

آپ کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔" (تفسیر ابن کثیر، تحت ھذہ الآیۃ)

چنانچہ نوح علیہ السلام نے ان کی کافرانہ بات سن کر کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اپنے نبی ہونے کا برہان قاطع عطا فرمایا ہے، صفت بشریت میں میرا تمہارے ساتھ برابر ہونا اس بات سے ہرگز مانع نہیں ہے کہ وہ مجھے مقامِ نبوت سے نہ نوازے۔ اسی طرح میرے ماننے والوں کا مالی اعتبار سے کمزور ہونا بھی نبوت سے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ بشریت اور عقل وفہم میں وہ تمہاری طرح ہیں۔ اور یہ نبوت تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو اس نے مجھے دیا ہے۔ اگر تمہاری بصیرت ختم ہو گئی ہے، اور تم حق کو نہیں دیکھ پا رہے ہو تو میں تمہیں اسے قبول کرنے پر مجبور تو نہیں کر سکتا ہوں۔ میرا کام تو صرف دعوت دینا ہے۔

نوح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں دعوت وتبلیغ کے کام پر تم سے کوئی معاوضہ بھی تو نہیں مانگتا ہوں کہ تمہیں شبہ ہو کہ میں دنیا طلبی کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔

الغرض جب قومِ نوح کے پاس کفر وعناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل وبراہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دے دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے اور ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا

کہ انہیں طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ نبی ہونے کے بعد اب بڑھئی ہو گئے۔ وہ ہنسے اور مذاق اُڑانے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج تم میرا مذاق اُڑا رہے ہو تو اُڑا لو، کل طوفان میں تمہارے ڈوبنے کا نظارہ ہم سب مسلمان کریں گے۔

جب قومِ نوح کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے صرف ان رشتہ داروں کو سوار کر لیں جو ان پر ایمان لائے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے جب طوفان اُمڈتے دیکھا تو اپنے مسلمان ساتھیوں سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ، یہ اللہ کے نام سے چلے گی اور اسی کے نام سے اس کی مرضی کے مطابق رُکے گی، بے شک میرا رب مغفرت طلب کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، وہ ہمیں ضرور اس طوفان سے نجات دے گا۔

﴿وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (هود: ٤١)

جب نوح اور ان کے مسلمان ساتھی، بسم اللہ، کہہ کر سوار ہو گئے، تو کشتی پہاڑوں کے مانند اونچی موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ، اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (هود: ٤٢)

اس نے جواب دیا کہ میں پہاڑ پر جا کر پناہ لے لوں گا اور ڈوبنے سے بچ جاؤں گا، تو نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ اپنے رحم و کرم

فرمائے گا، اور اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ باپ بیٹے کے درمیان اس گفتگو کے بعد ایک بڑی ہیبت ناک موج اُٹھی جس نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا:

﴿رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝٤٥﴾

(ھود: ٤٥)

''اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے پھر نوح علیہ السلام کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال نہ کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

فائدہ:...... علمائے اُمت نے اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس بات کے مطابق شرع ہونے کا آدمی کو علم نہ ہو اس کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔

جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اللہ سے ان کا سوال شرع کے مطابق نہیں تھا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝٤٧﴾ (ھود: ٤٧)

''میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ

کیا تو میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔“

3۔ یونس علیہ السلام کی توبہ:

یونس بن قیس علیہ السلام کو ”موصل“ کے علاقے نینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تا کہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیں۔ لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شر انگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ”یافا“ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ”ترشیش“ کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن یا اس سے زیادہ (باختلاف روایات) مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر لی، اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا۔

﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٨٧﴾

(الأنبياء: ۸۷)

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔“

دُعا کی فضیلت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یونس کی دعا

جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا، قبول کی جائے گی۔'' [1]

4۔ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے ارضی کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا' اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! توبہ کے اور اس کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا یہ برائی کی زمین ہے۔

وہ آدمی وہاں سے چل پڑا۔ جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۵۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصل بنالیا' اس فیصلہ دینے والے فرشتے نے کہا:

((قِیْسُوْا مَا بَیْنَ الْاَرْضَیْنِ فَاِلٰی اَیَّتِهِمَا کَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی إِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ .)) [1]

" دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کرلو' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَکَانَ إِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا .)) [2]

" وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب تھا چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

((فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی هٰذِهِ اَنْ تَبَاعَدِیْ ، وَاِلٰی هٰذِهِ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِهِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ .)) [3]

" اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب قبول توبة القاتل ، رقم : ٧٠٠٨.

[2] صحیح مسلم. أیضًا : رقم، ٧٠٠٩.

[3] صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم : ٣٤٧٠.

نیک علاقے زمین کو حکم دیا تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا (نتیجہ) اس کی بخشش ہو گئی۔''

5۔ سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی دورِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توبہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ سیّدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو انہیں وافر ٹھہرے۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم: ٤٤٣١.

6۔ غامدیہ خاتون کی توبہ:

پھر غامدیہ خاتون بھی آ گئی اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میں زنا کر بیٹھی ہوں، مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں!

آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا، تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا، میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا، تو بچے کو لے آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی یا رسول اللہ! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بُرا کہا، نبی اکرم ﷺ نے برا کہنا سنا، تو فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ .)) [1]

"خالد ذرا رُک کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم: ٤٤٣٢.

عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔''

پھر آپ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَو قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❶

''یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے۔ کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب وباب أيضًا، رقم: ٤٤٣٣.

باب نمبر: 14

گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال

اللہ رب العالمین کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لیے بعض وہ اعمال مشروع قرار دیے جو گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے والے ہیں، ان میں سے بعض اعمال کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید میں، اور بعض کا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ''معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو، اس کتاب اور اس موضوع کی دوسری کتاب ''مکفرات الذنوب، از شیخ سلیم الہلالی'' سے اخذ کیا ہے۔

1...... مسجد کی طرف چلنا:

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَاوَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ .)) [1]

''میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے ذریعے درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ نے کہا، کیوں نہیں یا رسول اللہ!

[1] مؤطا مالك، رقم : ٧٧ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره، رقم: ٥٨٧ ـ صحيح الترغيب والترهيب ، رقم : ١٨٥ ـ سنن ترمذى ، ابواب الطهارة، باب فى اسباغ الوضوء، رقم: ٥١ـ صحيح ابن حبان ، رقم: ١٠٣٨ـ صحيح ابن خزيمه ، رقم: ٥.

''تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا، اور ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس (فرمایا) یہ تمہارے لیے رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔''

2 ...... ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا:

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّی فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ ، یَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّیْكَ رَبِّي وَسَعْدَیْكَ ، قَالَ: فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ: رَبِّی لاَ أَدْرِيْ ، فَوَضَعَ یَدَهُ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَابَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ یَا مُحَمَّد ، فَقُلْتُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ ، قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ! فِي الدَّرَجَاتِ ، وَالْکَفَّارَاتِ وَنَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَی الْجَمَاعَاتِ ، وَإِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِي الْمَکْرُوْهَاتِ ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، وَمَنْ یُحَافِظُ عَلَیْهِمْ عَاشَ بِخَیْرٍ ، وَمَاتَ بِخَیْرٍ ، وَکَانَ مِنْ ذُنُوْبِهِ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) [1]

''رات (خواب میں) میرے پاس میرا رب اچھی صورت میں آیا، اور کہا: اے محمد! میں نے کہا۔ اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا (کیا آپ کو معلوم ہے) عالم بالا میں جھگڑا کس کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی۔ پس مجھے مشرق اور مغرب کی چیزوں

---

[1] صحیح سنن الترمذی، رقم: ۲۵۸۱۔ مسند أبی یعلی ، رقم: ۲٦۰۸۔ صحیح الترغیب والترھیب ،للألبانی رقم: ۹٤.

کے متعلق معلومات مل گئیں۔ پس کہا: اے محمد! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عالم بالا میں جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کفارات درجات، نماز باجماعت کے لیے قدموں کے چلنے، وضو ناچاہتے ہوئے کرنے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں ہوتا ہے۔ اور جس نے ان (پانچوں نمازوں) کی حفاظت کی وہ خیر کے ساتھ رہے گا، اور خیر پر اس کی موت آئے گی، اور اپنے گناہوں سے (اس طرح پاک وصاف) ہوجائے گا، جیسے وہ اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

3......عاشوراء اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ .)) [1]

''مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔ اور جو آدمی یوم عاشوراء کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔''

4......رمضان کا قیام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] سنن ابو داد، کتاب الصوم ، باب فی صوم الدهر تطوعًا، رقم: ٢٤٢٥۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل یوم عرفة رقم: ٧٤٩۔ صحیح الجامع الصغیر ، للألبانی، رقم : ٣٨٥٣.

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

''جو آدمی حالت ایمان میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں قیام کرلے تو اللہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

5......حج مبرور کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❷

''جس نے حج کیا، اور اس میں جماع اور کوئی فسق والا کام نہ کیا تو وہ ایسے ہی لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

((حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ .)) ❸

''حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔''

6......تنگ دست کو مہلت دینا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ: تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنَّا .)) ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان و لیلة القدر، رقم: ۱۷۷۹۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ٦٤٤.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱۵۲۱

❸ مسند احمد: ۳۳٤/۳۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۳۱۷۰.

❹ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر معسراً، رقم: ۲۰۷۹.

''ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب وہ کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو کہتا کہ اسے مہلت دے دو، شاید کہ اللہ ہمیں اپنے عذاب سے بچالے، تو اللہ نے اسے (اپنے عذاب سے) بچالیا۔''

7 ...... برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود: ١١٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو ہٹا دیتی ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی:

((يَا مُعَاذُ! اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا ، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) [1]

''اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے (فوراً) بعد نیکی کرنا وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

8......سلام کہنا اور اچھی کلام:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مَوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلُ السَّلَامِ ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ .)) [2]

''بے شک مغفرت کو واجب کرنے والی اشیاء میں سے سلام کہنا، اور اچھی گفتگو کرنا بھی ہے۔''

9......آزمائش پر صبر کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] مسند احمد: ١٥٣/٥۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس رقم: ١٩٨٧۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ٩٧.

[2] مکارم الأخلاق، ص: ٣٣۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ١٠٣٥.

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا ، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي وَابْتَلَيْتُهُ ، وَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهُ .)) [1]

"بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو آزماتا ہوں، اور وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو بے شک وہ اپنی خوابگاہ سے ایسے اٹھے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا، اور اسے آزمایا بھی تو آج تم اسے اجر دے دو۔ جس طرح تم اسے بحالت عافیت اُجر دیتے تھے۔"

10...... نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) [2]

"پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک، اور رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں، جبکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔"

11......اچھی طرح وضو کرنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ

[1] مسند احمد: ٤/ ١٢٣ ۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم: ١٤٤ .

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم : ٥٥٢ .

وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ .)) [1]

''جب کوئی مسلم یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

12 ...... گناہوں کو مٹانے والے اذکار:

1۔ امام مسلم اپنی صحیح میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ .))

''کوئی شخص موذن (کی اذان) سنے اور وہ کہے:

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا))

---

[1] صحیح سنن الترمذی، ابواب الطهارة، باب ما جاء فی فضل الوضوء، رقم: ۲۔ مؤطا ، رقم: ۷۵۔ مسند أحمد ۲/۳۰۳۔ سنن دارمی ، رقم: ۷۲٤.

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اللہ کے رب ہونے، اور محمد ﷺ کے رسول ہونے، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔"

تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" ❶

2۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) ❷

"جو شخص دن میں سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ) کہے، تو اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جاتا ہے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔"

3۔ اور اسی طرح صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِی دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحِدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحَرِ .)) ❸

"جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) بار ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہے پس یہ (۹۹) پورے ہوئے۔ اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہے: ((لَا إِلٰهَ

❶ صحيح مسلم ، كتاب الأذان ، باب إذا سمع الأذان فليقل...... رقم: ٨٥١.

❷ صحيح بخاری ، كتاب الدعوات، باب فضل التسبيح، رقم : ٦٤٠٥

❸ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته رقم : ١٣٥٢.

اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .))

اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

4۔ سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ، ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [1]

"جو شخص کھانا کھائے، اور پھر کہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةً .))

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے کھانا عطا کیا۔

تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جو شخص کپڑے پہنتے ہوئے کہے، تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (کلمات یہ ہیں):

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ .)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، رقم: ٣٤٥٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن" کہا ہے۔

[2] صحيح ابو داؤد ، أول كتاب اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديداً، رقم: ٤٠٢٣ .

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کپڑے عطا کیے۔“

13......اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ......)) [1]

”بے شک مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار معاف کیے جاتے ہیں۔“

14......نماز پنجگانہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا .)) [2]

”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس میں ایک دن میں پانچ دفعہ غسل کرے، تو اس کے جسم پر کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے، ان کے سبب سے اس آدمی کی اللہ تمام خطائیں معاف مٹا دیتا ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ، نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ...... مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۲٦٦۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۱۹۲۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلوات الخمس کفارة، رقم: ۵۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۵۲۲.

الْكَبَائِرَ .)) ❶

’’پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔‘‘

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (۱۲/۲) میں پہلی حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ (پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔یعنی پورے دن میں جب وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔...... واللہ اعلم۔

15 ...... کثرت سجود:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً .)) ❷

’’تجھے اللہ کی رضا کی خاطر کثرت سے سجدے کرنے چاہئیں جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔‘‘

ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا، پس میں آپ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((سَلْ . فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) ❸

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، رقم: ٥٥٢.

❷ صحيح مسلم كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم الحديث: ١٠٩٣.

❸ صحيح مسلم كتاب، باب أيضا، رقم: ١٠٩٤.

''سوال کرو! میں نے کہا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے کہا یہی چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ .))

''بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔''

اور اسی کے موافق اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ ط (العلق: ١٩)

''سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔''

کیونکہ سجدے تواضع اور اللہ کی بندگی کا سبب ہیں۔

وہ سجدہ جس سے روح کانپ جاتی تھی
آج اسی کو ترستے ہیں زمین و آسمان

16......نماز کے لیے چلنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((...... وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ .)) [1]

''اور یہ کہ بے شک جب بندہ وضو کرے، اور اچھا وضو کرے، پھر وہ مسجد کی

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل الصلاۃ رقم: ٦٤٧.

طرف نکلے اور اس کو صرف نماز نے ہی گھر سے نکالا ہو، جب بھی کوئی بندہ قدم اٹھاتا ہے تو اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔"

17......نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ ، فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [1]

"جب امام " غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ " کہے، پس تم کہو: آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

18......رکوع سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھنا:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [2]

"جب امام " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہے تو تم " رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے ساتھ ہو گیا اس کے پچھلے تمام گناہ بخش

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ٩٢٠۔ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ٧٨٢.

[2] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ٧٩٦.

دیئے جائیں گے۔“

19......قیام اللیل:

سیّدنا ابوامامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ .)) ❶

”تم پر قیام اللیل لازم ہے، کیونکہ وہ نیک لوگوں کی عادت ہے اور اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، اور برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔“

20......اللہ کی راہ میں جہاد کرنا:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ .)) ❷

”قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾ (توبہ: ١١١)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔“

---

❶ مستدرك حاكم: ٣٠٨/١ ـ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارواء الغلیل: ١٩٩/٢ میں اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

❷ صحيح مسلم ، كتاب الجهاد، رقم: ٤٨٨٩ .

21 ...... حج وعمرہ میں متابعت:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، فَإِنَّمَا الْمُتَابَعَةُ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ .)) ❶

"حج وعمرہ کے درمیان متابعت کرو، پس ان کے درمیان متابعت فقیری اور گناہوں کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ بھٹی لوہے سے زائد لوہے، اور زنگ کو اتار دیتی ہے۔"

نوٹ :......متابعت کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد ساتھ ہی عمرہ کر لینا۔

22 ......صدقہ دینا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ ﴾ (البقرة : ٢٧١)

"اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو وہ تمہارے لیے اچھی ہی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر فقراء کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔"

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ .))❷

❶ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، رقم: ٢٨٨٧، مسند أحمد: ٣٨٧/١ ـ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔صحيح ابن حبان ، رقم: ٣٦٩٣ ـ صحيح الجامع الصغير، للألباني، رقم : ٢٨٩٩.

❷ سنن ترمذی، ابواب الزكاة، رقم: ٦٦٤ ـ تخريج مشكلة الفقر ، رقم: ١١ ـ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔صحيح ابن حبان ، رقم: ٣٣٠٩.

”صدقہ یقیناً رب کے غصے کو بجھاتا اور برائی کو مٹاتا ہے۔“

23......جس پر حد قائم کی جائے:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَيَّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ ثُمَّ أُقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ ، غُفِرَلَهُ ذَلِكَ الذَّنْبُ .)) ❶

”جو بھی بندہ اللہ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھا اور پھر اس پر حد قائم کر دی گئی تو اس کا یہ گناہ اس حد کی وجہ سے مٹا دیا جائے گا۔“

24......اچھی مجالس میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ .)) ❷

”کوئی بھی ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی رضا مندی کی خاطر جمع ہوتی ہے تو آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے آج تم اس طرح کھڑے ہو کہ تم کو معاف بھی کر دیا گیا ہے، اور تحقیق تمہاری خطائیں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔“

25......اتباع رسول ﷺ:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

---

❶ مستدرك حاكم ٤/ ٣٢٨٨۔ صحيح الجامع الصغير ، للألبانی، رقم : ٢٧٣٢.

❷ مسند احمد : ٣/ ١٤٢۔ مجمع الزوائد : ١٠/ ٧٦۔ مسند ابی يعلی، رقم : ٤١٤١۔ معجم اوسط للطبرانی، ح: ١٥٧٩۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران : ٣١)

''فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ (محمد) کی اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

کیا خوب کہا کسی نے ؏

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو اِدھر گردن جھکائی ہو

❀❀❀❀

باب نمبر:15

چند مسنون اذکار

وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے تا کہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دعا تھی:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (الأعراف : ٢٣)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا، تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری مُرسل محمد ﷺ کثرت سے استغفار کیا کرتے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

((وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً .)) ❶

''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

اور ایک حدیث میں آپ نے لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ ، فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِأَةَ مَرَّةً .)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلة، رقم: ٦٣٠٧ .

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الإستغفار، والإستکثار منه، رقم: ٦٨٥٩ .

''اے لوگو! تم سب اللہ کے ہاں توبہ کرو، پس یقیناً میں ایک دن میں اللہ سے سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں چندان ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا جن کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

1۔ سیّدنا شداد بن اوس سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ جو شخص یہ دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے، اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، أَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ ، مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں، تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔''

2۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ میری جناب میں گریہ وزاری اور مغفرت

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الإستغفار، رقم: ٦٣٠٢.

کی دعا یوں کرتے ہیں:

﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝﴾ (البقرة : ٢٨٥)

"اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔"

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہیں۔

﴿رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝﴾ (المؤمنون : ١١٨)

"(آپ کہیے) میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم کردے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔"

4۔ اللہ عزوجل نے مومنوں کی علامات بیان کرتے وقت فرمایا، مومن وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾﴾ (الفرقان : ٦٥-٦٦)

"اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانا اور جائے قیام ہے۔"

5۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسی دعاء سکھایئے جسے میں اپنی نماز (کے تشہد) میں پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) دعا پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ

الرَّحِيمُ .)) ❶

''اے اللہ میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا، لہٰذا اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔''

6۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد سے سلام پھیرنا چاہتے تو سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ .))❷

''اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرمادے اور جو میں نے (اپنی حیثیت سے) تجاوز کیا کہ جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی مقدم ہے تو ہی مؤخر ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

7۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرکے گنتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ❸

اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (اَلْغَفَّارُ) بخشنے والا۔ (اَلتَّوَّابُ) توبہ قبول کرنے والا۔ (اَلْعَفُوُّ) معاف کرنے والا۔ (اَلْغَفُوْرُ) بار بار بخشنے والا بھی شامل ہیں۔

8۔ سیّدنا اُبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے:

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۳۸۷.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ ودعائه باللیل، رقم: ۱۸۱۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب للّٰه مائة اسم غیر واحدة، رقم: ٦٤١٠.

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ ، دِقَّهُ ، وَجِلَّهُ ، وَأَوَّلَهُ ، وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ .)) ❶

"اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر اور خفیہ تمام گناہ معاف فرمادے۔"

9۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہیں دیکھا، میں آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا، اور درآنحالیکہ آپ سجدہ میں تھے، اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے، اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ .)) ❷

"اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعے تیرے غصے سے پناہ طلب کرتا ہوں، تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور تجھ سے تیری ہی پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریفیں بیان کرنے کا صحیح حق ادا نہیں کرسکتا۔ تو بالکل ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے۔"

10۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو یہ پڑھتے:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) ❸

"اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔"

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ۱۰۸۴.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ۱۰۹۰.

❸ صحیح ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الرکوع والسجود، رقم: ۸۷۴.

11۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسجدوں کے درمیان (یہ) دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ .)) ❶

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصانات کا تدارک فرما، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے رزق دے۔''

12۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات صبح و شام پڑھنا نہیں بھولتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَايَ وَأَھْلِیْ وَمَا لِیْ . اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ۔ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِيْ وَعَنْ شِمَالِیْ ، وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ .)) ❷

''اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت اور درگزری کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میرے رازوں کی پردہ داری فرمانا اور میری گھبراہٹوں (خوف) کو امن دے۔ اور مجھے آگے، پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میں تیری (عظمت کے ذریعے) پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔''

13۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے قبل یہ کلمات

❶ صحیح الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما یقول بین السجدتین، رقم: ۲۸٤.

❷ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ سنن ابن ماجه، کتاب الدعاء، باب ما یدعوا به الرجل إذا أصبح وإذ أمسٰی، رقم: ۳۸۷۱.

کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں تیری خوبیوں کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اوراسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

14۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو یہ (کلمات کہے، تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .))❷

''میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس اللہ سے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ زندہ جاوید ہے، اور پوری کائنات کوسنبھالے ہوئے ہے، اور اس کے حضور میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔''

رَبَّنَا آتِ أَنْفُسَنَا تَقْوَاهَا وزكها أنت خير من زكاها أنت وليها ومولاها ، رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْعَمَا أَنْتَ بِهِ أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ وَغَيْرُكَ لا يَعْلَمُ ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىْ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ .

❀❀❀❀

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب تفسير سورة إذا جاء نصر اللّٰه......، رقم: ٤٩٦٧۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ٤٨٤.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب الإستغفار، رقم: ١٥١٧ ۔ امام حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ مستدرك حاكم: ٥١١/١.

ہماری دیگر کتابیں
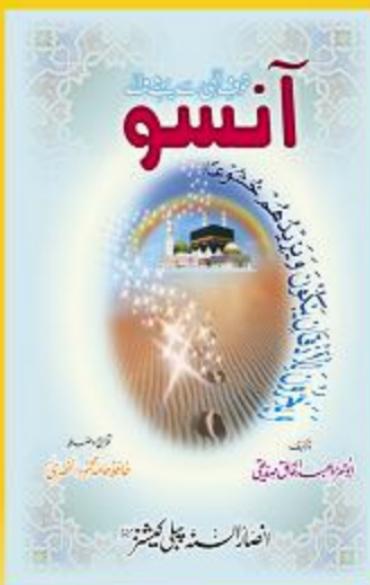
انصار السنۃ پبلیکیشنز
اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور
فون: 042-7357587